

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

توحید کی حقیقت اور اس کے تقاضے

جامعیت ہمہ گیری اور طاغوت سے انکار

علماء حق، حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث و یارین ہیں۔ "العلماء ورثة الانبیاء" (صحیح بخاری) ان کی وراثت اور نیابت اسی وقت صحیح اور مکمل ہوگی جب ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی کوششوں کا مرکز وہی ہوگا جو انبیاء کرام کا تھا۔ وہ مقصد زندگی اور وہ مرکز سعی و عمل کیا ہے؟ دو لفظوں میں اقامت دین یا ایک لفظ میں توحید یعنی انسانوں کو اختیاراً اور عملاً اسی طرح سے اللہ کا "عبد" بنانا جیسا کہ وہ فطرتاً اور اضطراراً اس کے عبد ہیں۔ اللہ کی حکومت اور قانون کو انسانوں کے جہموں اور ان کی متعلقہ زمین پر قائم کرنے کی کوشش کرنا جیسا کہ وہ زمین و آسمان پر قائم ہیں۔

اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا
مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ میرے سوا کسی کی بندگی
نہیں پس میری ہی بندگی کرو۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا
نوحی الیه انه لا اله الا انا
فاعبدون (الانبیاء ۲۷)

وہ جس نے اپنا رسول رہنمائی اور سچے دین کے
ساتھ بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں (تمام قسم
کے نظام اطاعت) پر غالب کرے اگرچہ ٹھکر
کرنے والوں کو یہ ناگوار ہو۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی
و دین الحق لیظہر علی
الدین کلہ ولو کسرہ
المشرکون (صف ۱)

اس دین حق کے لئے ہر زمانہ میں چند موانع اور مزاحم ہوتے ہیں جن میں سے اکثر ان چار اقسام میں داخل ہیں۔
شک یعنی غیر اللہ کو الہ بنا لینا۔ اللہ کے سوا کسی ہستی کو مافوق الطبیعی طور پر ضار اور نافع بنا لینا۔
اس کو کائنات میں متصرف اور مؤثر تسلیم کر لینا۔

احتیاج و التجار پناہ جوئی، اور خوف ورجا اس عقیدہ کے بالکل توراتی اور طبعی نتائج و لوازم ہیں اور دعا
و استعانت اور خضوع (جو عبادت کی حقیقت ہے) اس کے لازمی مظاہر ہیں۔

شرک ایک مستقل دین اور ایک مکمل حکومت ہے۔ اس کا اور دین اللہ کا کسی ایک جسم یا دل و دماغ یا خطہ زمین پر ایک ساتھ قائم ہونا ناممکن ہے۔ یہ غیر الہی دین جسم و نفس اور جسم و نفس سے خارج اتنی ہی جگہ گھیرتا ہے جتنی دین اللہ کو کم سے کم درکار ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ
اللَّهِ اُنْدَادًا يَحْبُونَهُمْ كَب
اللَّهُ (البقرہ ۲۴)
قَالُوا تَاللَّهِ اِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ
مّبِينٍ اِذْ نُسَوِّكُم بِرَبِّ
الْمَلٰئِكَةِ (شعراء ۱۵)

بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے برابر اوروں کو
بناتے ہیں۔ ان کی محبت ایسی رکھتی ہیں جیسے
محبت اللہ کی۔
مشہکین نے کہا خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے
جو تم کو (معبودوں کو) سارے جہانوں کے
پروردگار کے برابر کرتے تھے۔

اس لئے جب تک زمین سے شرک کی تمام جڑیں اور اس کی باریک سے باریک رگیں بھی اکھاڑ نہ دی جائیں اس وقت تک دین اللہ کا پودہ لگ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ پودہ کسی ایسی زمین میں جڑ نہیں پکڑتا جس کی مٹی میں کسی اور درخت کی جڑ ہو یا کوئی اور تنخم ہو۔ اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور یہ درخت اسی وقت پھلنا پھولتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

اَلَمْ نَكِيفْ ضَرْبَ اللّٰهِ مِثْلًا
كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ
طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا
فِي السَّمَاءِ ۚ تَوَقَّى اَكْلُهَا
كُلَّ حَيْنٍ ۚ اِذْ ذُو الرِّجِّ (ابراہیم ع ۱۷)

تم نے دیکھا اللہ نے کیسی ایک مثال بیان
کی پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ وغیرہ) ایک پاکیزہ
درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے
اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں اپنا پھل لاتا
ہے ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

یہ درخت کسی دوسرے درخت کے سایہ میں بڑھ نہیں سکتا یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا اس کے طبعی نشو و نما کے لئے لاتنا ہی فضا چاہئے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (زمر ۱)

یا در کھو اللہ ہی کی تنہا تابداری ہے۔

پس جو لوگ دین اللہ کی فطرت اور اس کے مزاج سے واقف ہوتے ہیں وہ اس کو کسی جگہ قائم کرنے کے لئے زمین کو پورے طور پر صاف اور ہموار کرتے ہیں۔ وہ شرک اور جاہلیت کی جڑیں اور رگیں چن چن کر نکالتے ہیں اور ان کا ایک ایک بیج چن چن کر پھینکتے ہیں۔ اور مٹی کو بالکل اُلت پٹت دیتے ہیں۔ چاہے ان کو اس کام میں کتنی ہی دیر لگے اور کیسی ہی زحمت اٹھانی پڑے۔ اور چاہے ان کی دن رات کی اس کوشش اور عمر بھر کی اس جدوجہد کا حاصل حضرت لوحؑ

کی طرح چند نفوس سے زیادہ نہ ہو اور چاہے بعض پیغمبروں کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو لیکن وہ اس نتیجہ پر قانع اور اس کامیابی پر مسرور ہوتے ہیں۔ اور نتیجہ کے حصول میں کبھی عجلت اور بے صبری سے کام نہیں لیتے۔ کفر یعنی اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا انکار یا یہ انکار، اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرتابی ہے خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ و رسول کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے نہیں مانتے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے، مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دوسرے احکام کے پابند ہوں اس دائرہ سے خارج نہیں، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

افترون ببعض الكتب و
تکفرون ببعض فما جزاء
من يفعل ذلك منكم الا
نحرئ في الحياة الدنيا و يوم
القيامة يردون الى اشد العذاب
وما الله بغافل عما تعملون (البقرہ ۲)

کیا کتاب الہی کے ایک حصہ کو مانجے ہو، دوسرے
حصہ کو نہیں مانتے، تو اس کی کیا سزا ہے جو
تم میں سے یہ کام کرتا ہے۔ سوائے دنیا کی زندگی
میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ پہنچائے
جائیں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ تمہارے
کاموں سے بے خبر نہیں۔

صرف اللہ کی خداوندی اور حاکمیت کے اقرار سے طبعی طور پر خداوندی اور حاکمیت کے تمام دعویداروں کی خداوندی اور حاکمیت کا انکار ہو جاتا ہے لیکن جو اشخاص خداوندان باطل کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کے لئے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں انہوں نے اس قبلہ کی طرف منہ تو کر لیا ہے لیکن دوسرے قبلوں کی طرف ان سے پیٹھ بھی نہیں کی جاتی۔ دین الہی کے مقابلہ میں دنیا میں جو نظام حاکمیت قائم اور شریعت الہی کے مقابلہ میں جو قوانین نافذ ہیں ان سے منحرف نہیں ہوا جاتا وہ کبھی کبھی ان پر بھی عمل کر لیتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ ایمان باللہ کے لئے "کفر بالطاغوت" نہ ضروری ہے اور اللہ نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے۔

فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد
استمسك بالعروة الوثقى (بقرہ ۲۴۷)

جو سرکش کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے
اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔

سلطه طاغوت بروہ ہستی ہے جس کی خدا کے مقابلہ میں اطاعت مطلق کی جگہ (الطاغوت عبارة عن كل متعبد لمعبود من دون

اللہ امام راغب مصنفہانی) خواہ وہ شیطان ہوں یا سلطان یا معولی انسان

اس لئے قرآن نے ایسے اشخاص کا دعویٰ ایمان تسلیم نہیں کیا جو غیر الہی قوانین ان کے نمائندوں اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا حکم اور ثالث بناتے ہیں۔

الم تر الى الذين يزعمون انهم امنوا بما ازل اليك وما ازل من قبلك يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امرنا ان يكفروا به ويريد الشيطان ان يضلهم ضلالاً بعيداً (النساء ۹)

تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائے۔ حق آپ سے پہلے اتارا گیا۔ چاہتے ہیں کہ قہیہ لے جائیں سرکش کی طرف حالماں کہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور بھاڑا لے۔

اس کفر کی برائے اشخاص سے بھی نہیں نکلی جو مسلمانوں کے دائرے میں آجانے کے بعد بھی "جاہلیت" سے منحرف اور عقائد و رسوم جاہلیت سے بے تعلق نہ ہو سکے ان کے دلوں سے ابھی تک ان چیزوں کی نفرت اور کراہت نہیں گئی۔ اور ان کاموں کی تحقیر نہیں نکلی جن کو جاہلیت برا سمجھتی ہے ان سے نفرت اور تحقیر کرتی ہے خواہ وہ اللہ کے دین میں پسندیدہ اور مستحب ہوں اور اللہ کے رسولؐ کی محبوب سنت ہوں۔

اسی طرح ان کے دلوں سے ابھی تک ان اعمال و افلاق اور رسوم و عادات کی محبت اور عزت دور نہیں ہوئی جو اہل جاہلیت کے نزدیک محبوب و معزز ہیں۔ خواہ وہ اللہ کی شریعت میں مکروہ و حقیق ہوں۔

اسی طرح جن کے دلوں میں ابھی تک جاہلی حیثیت اور عصبیت دور نہیں ہوئی اور ان کا عمل جاہلیت عرب (اور حقیقت ہر جاہلیت) کے اس مقبول و مسلم اصول پر ہے کہ

"انصر الظالم او مظلوماً" اپنے مظلوم بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔ اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ اسلام کو اختیار کر لینے کے بعد بھی یا مسلمان کہلانے کے باوجود بھی حسن و قبح کا معیار وہی ہو جو جاہلیت میں ہوتا ہے۔ اشیاء کی قیمت وہی ہو جو جاہلیت نے قائم کر دی ہے۔ زندگی کی انہی قدریں اور انہی معیاروں کی وقعت ہو جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔

اسلام کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ

کفر اور اس کے پورے ماحول اس کے تمام متعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے اور اس کی طرف واپسی اور اس میں مبتلا ہو جانے کے تصور سے آدمی کو تکلیف ہو۔ اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی آدمی سے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے مقابلہ میں موت کو زیادہ پسند کرتا ہو۔ بخاری کی حدیث ہے :-

ثَلَاثٌ مِنْ كُنْ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ
الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَا
مَا وَ أَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ
لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهَ وَ أَنْ
يَكْفِرَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا
يَكْفُرُ أَنْ يَقْذِفَ فِي النَّارِ

تین باتیں ہیں شخص میں ہوں گی اس کو ایمان کی
حلاوت محسوس ہوگی۔ ایک یہ کہ اللہ اور
اس کا رسولؐ ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب
ہوں، دوسرے یہ کہ کسی دوسرے انسان
سے صرف اللہ ہی کے لئے محبت ہو تیسرے
یہ کہ کفر میں جانا اس کے لئے اتنا ہی ناگوار
ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا۔

صحابہ کرام کی یہی کیفیت تھی، ان کو اپنے زمانہ سابق (جاہلیت) سے شہید نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ ان
کے نزدیک "جاہلیت" سے بڑھ کر کوئی توہین نہ تھی۔ وہ جب اپنے اسلام لانے سے پہلے کے زمانہ کا تذکرہ
کرتے تو نہایت شرمندگی اور نفرت کے ساتھ اس زمانہ کی تمام باتوں اعمال و اخلاق اور کفر و فسق اور اللہ کی
ناافرینی سے ان کو نہ صرف شرعی اور عقلی، بلکہ طبعی کراہت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفت اس طرح بیان کرتا ہے

وَلَكِنْ اللَّهُ حَبِيبُ الْإِيمَانِ
وَزِينَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَ كَرِهَ
الْيَكْمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوقَ
وَالْعَصْيَانَ ط (حجرات ۱۷)

لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت
ڈال دی اور اس کو کھبا دیا تمہارے دلوں میں
اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور
گناہ اور نافرمانی کی۔

جاہلیت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اللہ و رسولؐ کا حکم سنایا جائے تو قدیم رسم و رواج اور باپ دادا
کے طور طریق کا نام لیا جائے اور اللہ و رسولؐ کے مقابلہ میں گزشتہ زمانہ اور پرانے دستور کی سند پیش کی جائے

وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ
مَا الْفِينَا عَلَيْهِ آبَاءُنَا
أَوَّلُو كَانِ آبَاؤُهُمْ لَا
يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا
يَهْتَدُونَ (البقرہ ۲۱)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی
کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو
اسی راستہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے
اپنے باپ دادا کو پایا ہے اگرچہ ان کے
باپ دادا نے نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ
جانتے ہوں سیدھی راہ۔

بلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا
عَلَىٰ أَمَةٍ وَ إِنَّا عَلَىٰ

بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو
ایک ہی پر اور ہم انہیں کے نقش قدم پر ٹھیک

اَنَارْهَم مَهْتَدُونَ (ذخرف ۲۶) چل رہے ہیں۔
 اللہ کے حکم اور وحی کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کے عمل اور اپنی خواہش و مرضی کی پیروی کرنا خاص جہابی
 دین ہے۔

قالوا يشعيب اصلواك تامرک
 ان نترك ما يعبد اباؤنا
 او ان نفعل في
 اموالنا ما نشاؤا
 انہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز نے
 تم کو یہ سکھایا ہے کہ تم چھوڑ دیں جن کو تمہارے
 باپ دادا پوجتے رہے یا ہم چھوڑ دیں جو ہم
 اپنے مالوں میں اپنی من مانی باتیں کرتے
 رہتے ہیں۔ (ہود ع ۸)

پس ایسے تمام لوگ جاہلیت سے نکل کر اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے جو اللہ کے مقابلہ
 میں ہر چیز سے دست بردار نہیں ہوئے اور جنہوں نے اپنے تئیں مکمل طور پر اللہ کے حوالے نہیں کیا۔ یہ مکمل
 دستبرداری اور تسلیم کامل وہ اسلام ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔
 اذ قال له ربہ اسلم
 قال اسلمت لرب العالمین
 (بقوہ ۱۶ ع)
 جب (ابراہیم سے) ان کے رب نے کہا کہ
 اپنے رب کے حوالے ہو جاؤ اور اس کی مکمل
 تابعداری کرو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے
 تئیں سارے جہان کے پروردگار کے حوالے
 کر دیا۔

اور جس کا تمام مسلمانوں کو حکم ہے۔

فالحکم اللہ واحد فله
 اسامواط
 تمہارا معبود حاکم ایک ہی معبود حاکم ہے
 پس اسی کے حوالے ہو جاؤ اور مکمل تابعدار
 بن جاؤ۔ (حج ع ۵)

اگر یہ نہیں ہے تو گویا اللہ سے جنگ ہے اس لئے اس مکمل اسلام کو ایک جگہ اللہ نے سلم کہا ہے یعنی یہ اللہ سے
 صلح ہے۔

يا ايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافة
 ولا تتبعن خطوات الشيطان انه لكم عدو
 مبين (بقوہ ۲۵ ع)
 اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ صلح و اسلام میں
 پورے پورے اور شیطان کے قدموں پر
 چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

باد رہے کہ جاہلیت سے مراد صرف بحث نبوی کے قبل کی عرب کی زندگی ہی نہیں ہے بلکہ ہر وہ غیر اسلامی زندگی اور نظام ہے جس کا ماخذ وحی و نبوت اور کتاب الہی و سنت انبیاء نہ ہو۔ اور جو اسلام کے مسائل و احکام زندگی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ خواہ وہ عرب کی جاہلیت ہو یا ایران کی مزدکیت یا ہندوستان کی برہمنیت یا مصر کی فرعونیت یا ترکوں کی طورانیت یا موجودہ مغربی تمدن یا مسلمان قوم کی غیر شرعی زندگی اور ان کے مخالف شریعت رسوم و عادات، اخلاق و آداب اور میلانات و جذبات، خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، ماضی ہو یا حال۔

کفر ایک سبھی چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایجابی اور مثبت چیز بھی ہے۔ وہ صرف دین اللہ کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک غرضی اور اخلاقی نظام اور مستقل دین ہے جس میں اپنے فرائض و واجبات بھی ہیں اور مکروہات و محرمات بھی۔ اس لئے یہ دونوں دین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اور ایک انسان ایک وقت میں ان دونوں کا وفادار نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کہ ام کفر کی پوری بیخ کنی کرتے ہیں۔ وہ کفر کے ساتھ کسی رواداری اور معاملت کے روادار نہیں ہوتے کفر کے پہچان لینے کا بھی ان کو بڑا ملکہ ہوتا ہے اور اس بارے میں ان کی نگاہ بڑی دور رس اور باریک بین ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس بارے میں پوری حکمت اور عزیمت عطا فرماتا ہے ان کی خدا داد فراست اور بصیرت پر اعتماد کئے بغیر چارہ نہیں دین کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کفر و اسلام کی جو سرحدیں انہوں نے قائم کر دی ہیں اور ان کے جو نشانات مقرر کر دیے ہیں ان کی حفاظت کی جائے اس میں اتنی تساہل اور رواداری دین کو اتنا مسخ کر کے رکھ دیتی ہے کہ جتنا یہودی، عیسائی اور ہندوستان کے مذہب مسخ ہو گئے۔

انبیاء کے صحیح جانشین بھی اس بارے میں انہی کی فراست اور عزیمت رکھتے ہیں۔ وہ کفر کا ایک ایک نشان مٹاتے ہیں اور جاہلیت کا ایک ایک داغ دھو دیتے ہیں۔ کفر کا ادراک کرنے میں ان کی حس غوام سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کفر جس لباس اور جس صورت میں ظاہر ہو وہ اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ کہیں ہندوستان جیسے ملک میں بیواؤں کے نکاح ثانی کو حرام سمجھنے اور اس سے شدید نفرت رکھنے میں ان کو کفر کی بو محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ اس کو رواج دینے اور اس سنت کو زندہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ کہیں قانون شریعت پر رواج کو ترجیح دینا اور بہنوں کو میراث نہ دینے پر اصرار کرنا، ان کو کفر معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور ان کا مقابلہ فرما سمجھتے ہیں کبھی اللہ و رسول کا صاف و صریح حکم سن لینے کے بعد اس کو نہ ماننا اور غیر الہی عدالت اور غیر الہی قانون کے دامن میں پناہ لینا اور غیر اسلامی احکام و قوانین نافذ کرنا ان کو اسلام سے خروج کے مراد معلوم ہوتا ہے اور وہ مجبوری کی حالت میں وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں۔ کبھی کسی نو مسلم کے یا ایسے مسلمانوں کے جو ہندوؤں کی صحبت

”فروح بقدرت هندوستان از اعظم شعاثر اسلام است“

من انداز قدرت رومی ششام

جنّاهم الله عن الاسلام ووليه ونبيه خير الجزاء

© rasailojaraid.com